الکتاب والحکمۃ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۴ - اٰل عمران ع۱۱)

"اور تم میں ایسے منظم لوگ بھی ہونے چاہئیں جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اور اچھے کام (کرنے) کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں، اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے۔"

امت مسلمہ صرف "کلمہ گو" جماعت نہیں ہے بلکہ یہ داعی الی الخیر بھی ہے، یہ بات اس کے دینی فرائض میں داخل ہے کہ نوع انسان کی دنیا کی سرفرازی اور آخرت کی سرخروئی کے لیے جو جو بھلے کام نظر آئیں، ابن آدم کو ان کے اپنانے کا درس دے اور اس کی مخالف سمت چلنے سے ان کو روکے۔

اس فریضہ سے کوئی بھی فرد مستثنیٰ نہیں ہے، جو جتنا اور جیسا کچھ کر سکتا ہے، ہر حال میں ادا کرے۔ مگر اپنے اپنے حسب حال، یہاں بھی، وہاں بھی، اب بھی، تب بھی، یوں بھی، ووں بھی، یہ اس کو، وہ اس کو، پوری دردمندی، اخلاص اور ایک دوسرے کو تھامنے کے جذبہ کے ساتھ تھام تھام کر چلیں۔ یہ بات صرف فریضہ نہیں، مسلمانوں کی مسلمانی اور اسلام دوستی کی نشانی اور تاریخ بھی ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ (پ۱۰ - التوبۃ ع۹)

"مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں کہ نیک کام کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور برے کام (کرنے) سے روکتے ہیں، اور نمازیں پڑھتے اور زکاۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے ہیں، یہی (وہ) لوگ ہیں جن (کے حال) پر عنقریب

اللہ رحم کرے گا۔"

نماز، زکوٰۃ اور اطاعت کا ذکر اس لیے فرمایا ہے کہ: امر بالمعروف کرنے والا اور نہی عن المنکر کے اعتبار سے وہ خود ننگِ دین نہ ہو، بلکہ جو دوسروں سے کہتا ہو، اس پر اس کی اپنی زندگی بھی گواہ ہو، کیونکہ اس کے بغیر یہ احتساب دینی احتساب نہیں ہوتا اور نہ یہ تبلیغ دینی تبلیغ رہتی ہے بلکہ یہ استحصالی ہتھکنڈے ہوتے ہیں جو ایک دنیا دار بندے کی مکارانہ اور شاطرانہ چالیں ہوتی ہیں، جن سے ان کی غرض بندگانِ خدا کا سیاسی اور معاشی استحصال ہوتا ہے۔ اس لیے حق تعالیٰ نے ایسے "ننگ خلائق" سے فرمایا:

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (پ ۱- بقرہ ع ۵)

"تم (دوسرے) لوگوں سے نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے، حالانکہ تم کتاب (الٰہی) بھی پڑھتے رہتے ہو، کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے؟"

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (پ ۲۸- الصف ع ۱)

"مسلمانو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے (یہ بات) اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو (سب کچھ) اور کرو (کچھ بھی) نہیں۔"

اصل بات یہ ہے کہ: جب آپ کسی سے یہ کہتے ہیں کہ میاں! یہ بھلے کام ہیں۔ ان سے دنیا اور آخرت، دونوں جہانوں میں بھلا ہوتا ہے، اور فلاں برے کام ہیں، ان سے بچو! دونوں جہانوں میں نقصان ہوتا ہے تو سننے والا یہ بھی دیکھتا ہے کہ:

اس فقیہ شہر اور محتسب کی زندگی کے اپنے شب و روز کیسے ہیں؟ موافق ہیں اور ان کے ان نتائج سے وہ متمتع ہو رہے ہیں تو اس کو مناسب تبدیلی کے لیے اپنے اندر ایک قدرتی تحریک کروٹ لیتی محسوس ہونے لگ جاتی ہے ورنہ وہ یہی تصور کرنے لگ جاتا ہے کہ یہ ایک ذہنی عیاشی ہے یا اس سے ان کی غرض بندوں کا استحصال ہے۔ اس لیے "عطائے تو بہ لقائے تو" (بات کہنے والے کے منہ پر مار کر اور) کہہ کر چل دیتا ہے۔

یہ استحصالی احتساب اور تبلیغ عموماً علماء سوء کا وطیرہ رہا ہے یا سیاسی بوالہوسوں اور کاروباری شاطروں کا۔ اس لیے ملک میں اس قدر جو کچھی تبلیغ اور احتساب کے باوجود، کہیں

کوئی برکت اور حرارت دکھائی نہیں دیتی، آپ بھی زبانی کلامی چند بول، بول کر چل دیتے ہیں اور وہ بھی خالی خولی کانوں سے سن کر فو چکر ہوتے ہیں، نہ آپ نے کچھ دیا اور نہ انھوں نے کچھ وصول کیا۔ پرنالہ جہاں تھا وہاں ہی رہتا ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔

یہ تو وہ انفرادی دینی ذمہ داری کی بات ہے جو اپنے اپنے حسب حال سب پر یکساں عائد ہوتی ہے، گھر میں ماں باپ، دفتر میں شعبے کا انچارج، منڈی میں دلال، بازار میں دکاندار اور گاہک، عام حالات میں، جو جہاں اور جس حال میں کچھ کرنے کے قابل ہے۔ اسے یہ فریضہ بہرحال انجام دینا ہے۔

اس کی دوسری صورت "ہمہ وقتی" کی ہے، اس کے لیے فرمایا کہ: اس کے لیے ایک ٹیم ایک عملہ اور ایک گروہ تشکیل دے کر اسے اس کے لیے فارغ کر دیا جائے اور اس کا کام صرف تبلیغ اور احتساب ہو۔ اس لیے فرمایا۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ۔

اس کی دو صورتیں ہیں:۔

نجی حیثیت میں، اس صورت میں مسلمان رضاکارانہ طور پر نجی سطح پر اس کے مناسب انتظام کرتے ہیں، مثلاً تبلیغی جلسے کرنا، درسگاہیں قائم کرنا، انفرادی ملاقاتوں کے ذریعے عوام کی راہنمائی کرنا وغیرہ۔

دوسری صورت سرکاری حیثیت کی ہے کہ، گورنمنٹ سرکاری حیثیت میں اس کے لیے کوئی معقول اور بااختیار بندوبست کرے۔ اسلام کی نگاہ میں یہ سب سے مؤثر ذریعہ بھی ہے اور معقول بھی۔ اسی لیے قرآن حکیم نے اسے اسلامی مملکت کے فرائض میں شامل کیا ہے چنانچہ فرمایا:

اَلَّذِيْنَ إِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج ع)

" (صحابہ ایسے مسلم ہیں کہ) اگر ہم انھیں زمین میں استحکام دیں تو یہ لوگ نماز برپا کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کام کا حکم دیں اور برے کام سے منع کریں۔"

یہ ان مظلوم صحابہ کی سیرت طیبہ بیان کی گئی ہے جن کو منکرین حق نے "جرم حق" کی پاداش میں گھر سے بے گھر کیا، ان پر ظلم ڈھائے، اذیتیں دیں اور دکھ پہنچائے کہ اگر ان کو اقتدار مل گیا تو وہ اپنی خدائی اور کرسی کے تحفظ کے خبط میں نہیں پڑیں گے بلکہ خدا کی غلامی اور وفاداری کو عام کریں گے اور اپنی سیاسی طاقت کے ذریعے اپنی سیاسی ساکھ کے استحکام

کے لیے طماعات اقتدار ضائع نہیں کریں گے، بلکہ اسے احکم الحاکمین کی تشریعی حاکمیت اور نظام حق کو برپا کرنے کے لیے صرف کریں گے — خود اس پر چلیں گے اور دنیا کو اس پر کاربند رہنے کا درس دیں گے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ "سرکاری سطح" کا بھی ہے۔ افراد کی نجی حیثیت میں جو ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے وہ گو ضروری ہے اور مطلوب ہے تاہم وہ اپنے فریضہ سے عہدہ برآ ہونے والی بات ہے، اس سے عموماً نجی زندگی کے خاکہ میں رنگ تو بھرتا ہے لیکن اس سے ایک نظام کم برپا ہوتا ہے، ایک نظام کی حیثیت سے دین کو برپا کرنے کے لیے سیاسی طاقت کی بھی ضرورت ہوتی ہے — یہی وجہ ہے کہ ہماری سیاسی طاقتیں جب سے اپنے اس فریضہ سے ناطہ توڑا ہے اور غفلت برتی ہے، غیر سرکاری حیثیت میں طوفانی اور چوکھی تبلیغ اور احتساب کے باوجود "اسلامی نظام" برپا نہیں ہو سکا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تعارف تورات اور انجیل نے پیش کیا ہے اس کا حوالہ قرآن میں یوں ہے:۔

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ (پ ۹ - الاعراف ع ۱۹)

"کہ وہ ان کو بھلے کام (کرنے) کو کہتے ہیں اور برے کام سے ان کو منع کرتے ہیں۔"

یہی صفت امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بھی بیان کی گئی ہے۔

الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ (پ ۱۱ - توبہ ع ۱۴)

"(لوگوں کو) نیک کام کی صلاح دینے والے اور برے کام سے منع کرنے والے۔"

تو معلوم ہوا کہ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جو ملت اسلامیہ کے بنیادی خمیر کا حصہ ہے ہمارے نبی پاک کا بھی یہی نشان اور یہی علامت آپ کی امت کی ہے۔ اگر ہمارا دامن اس ذمہ داری سے خالی ہو جائے تو پھر اور جو کچھ بنیں، بنتے رہیں لیکن "امت محمدیہ" نہیں کہلا سکیں گے کیونکہ وہ نشانی نہیں رہی۔

والدین کا یہ دینی فریضہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس راہ پر ڈالیں کہ وہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" سے غفلت نہ برتیں، حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ (پ ۲۱ - لقمٰن ع ۲)

اے میرے بیٹے! نماز پڑھا کر اور لوگوں کو بھلے کام (کرنے) کو کہا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر۔

چونکہ اس راستہ پر چلنے والے کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، دنیا مذاق اڑاتی ہے، طعن و تشنیع کے کچوکے دیتی ہے۔ ظلم ڈھاتی ہے اور جرم حق کی پاداش میں قتل تک کرنے سے دریغ نہیں کیا کرتی۔ اس لیے فرمایا کہ: ایسے مرحلہ پر صبر و ثبات سے کام لیں اور ہمت نہ ہاریں۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ (ایضاً)

"اور تجھ پر جیسی پڑے جھیل"

جو قومیں احتساب کا فریضہ ترک کر دیتی ہیں، وہ عموماً گندگی کا ڈھیر بن کر ضائع ہو جاتی ہیں کیونکہ تطہیر کے بغیر کوڑا کرکٹ جمع ہوتا رہتا ہے جو بالآخر انسانوں کو لے ڈوبتا ہے۔

امر بالمعروف سے مراد وہ کام ہیں شریعت نے جن کے کرنے کی سفارش کی ہے اور نہی عن المنکر سے مراد وہ امور ہیں جن کو اسلام اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ دین اسلام کا اصرار ہے کہ بندہ مومن صرف اپنی گدڑی کی فکر نہ کرے، اسے دوسرے کی عاقبت اور کشتی کی بھی فکر کرنا چاہیے تاکہ گرداب بلا سے وہ بھی بسلامت پار ہو جائے۔

شرح السنۃ للامام البغوی

تفسیر الخازن مع البغوی، الخازن مع النسفی، ابن کثیر، جامع البیان، ابن عباس، احکام القرآن تفسیر للجصاص، البرہان فی علوم القرآن الزرکشی، مناہل العرفان فی علوم القرآن۔ الاتقان، سیرت حلبیہ، اعلام الموقعین لابن القیم، زاد المعاد، مروج الذہب فی التاریخ، تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول ۴ جلد، المسوی من احادیث المؤطا، تثبیت دلائل النبوۃ، تاریخ العرب، الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ، الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان لابن تیمیہ، الطرق الحکمیہ لابن قیم، منہاج السنۃ لابن تیمیہ، الخصائص الکبریٰ والحاوی فتاویٰ السیوطی وغیرہ — آپ اپنی کوئی کتاب بیچنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں۔

رحمانیہ دارالکتب، امین پور بازار، لائل پور